تقریر

تقریر بابت رمضان المبارک
وقت 5-7 منٹ

ماہِ رمضان اور روزہ کے متعلق فتاویٰ اور مسائل

(حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے فرمودات وارشادات کی روشنی میں)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرہ:185)

ترجمہ: اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ابن آدم کا ہر نیک عمل بڑھادیا جاتا ہے یعنی دس گنا سے سات سو گنا تک وہ اجر پاتا ہے مگر روزوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزے میرے لیے ہیں اور مَیں خود اس کی جزا دیتا ہوں کیونکہ روزہ دار اپنی خواہشات اور اپنا کھانا پینا میرے لیے چھوڑتا ہے۔ روزے دار کو دو خوشیاں ملتی ہیں ایک تو افطاری کے وقت اور ایک اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔“

(مسلم کتاب الصوم)

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب

روزہ کس عمر میں فرض ہے؟

ایک شخص نے سوال کیا کہ کس عمر میں روزہ لڑکے کے واسطے فرض ہو جاتا ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ نے فرمایا کہ بالغ ہو جانے پر روزہ فرض ہو جاتا ہے اور بلوغ کا نشان یہ ہے کہ زیر ناف بال پیدا ہو جاویں یا نیند میں جماع کرے۔

فرمایا۔ صحابہ بچوں کو کبھی روزہ رکھوا لیتے تھے۔

فرمایا۔ غالباً پندرہ برس کے لڑکے بالغ ہوتے ہیں۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 51)

فرمایا:

”روزہ بالغ عقلمند پر ہے۔ یہ اجماع اسلام کا ہے مگر صحابہ کرام دس گیارہ برس کے بچوں کو عادت ڈالنے کے لیے روزے رکھواتے تھے۔“

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 143)

نماز تراویح کی نسبت فرمان۔ حضرت حکیم الامتؓ نے فرمایا:

”میرے خیال میں ماہِ رمضان میں ایک تو روزوں کا حکم ہے دوسرے حسب طاقت دوسروں کو کھانا کھلانے کا، تیسرے تَدارسِ قرآن کا، چوتھے قیامِ رمضان کا، کیا معنی نماز میں معمول سے زیادہ کوشش۔ صحابہؓ میں تین طریقے قیامِ رمضان کے رائج تھے۔ بعض تو بیس رکعتیں باجماعت پڑھتے تھے۔ بعض آٹھ رکعتیں اور بعض صرف تہجد

ہی گھر میں پڑھ لیتے۔ اس پر نووارد صاحب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو نماز تراویح کا پڑھنا تین چار دن سے زیادہ ثابت نہیں ہوتا اِس لئے بعض لوگ اِسے بدعت عمریؓ کہتے ہیں۔ حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ خواہ آنحضرتؐ نے صرف ایک دن ہی نماز تراویح پڑھی ہو سنت تو ہو گئی۔ دوام نہ کرنے سے سنت تو نہیں ٹوٹتی۔ ہاں فرضیت ثابت نہیں ہوتی مگر سنت پر عمل کرنا بھی تو چاہیے اور یہ جو آپ نے بدعتِ عُمریؓ کہی ہے اِس میں ہرج کیا ہے؟ چلو! بدعتِ عمریؓ ہی سہی خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (التوبہ: 101) اِس آیت سے عمرؓ کی اتباع کا بھی تو حکم ہے ان کے سینکڑوں احکام کی اتباع جو صحابہ رضی اللہ عنہم کرتے تھے تو صرف اِسی واسطے کہ اللہ کریم کا حکم ہے وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۔ اُس پر صاحب موصوف بولے کہ آپ کا اپنا عمل کس طرح سے ہے؟ حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ اپنے فتویٰ کے بر خلاف عمل مَیں کس طرح کر سکتا ہوں۔ تراویح کے متعلق میرا فتویٰ تو یہی ہے جو مَیں نے بتا دیا۔ اگر کوئی عمدہ قرآن پڑھنے والا ہو تو اس کے پیچھے بیس رکعت بھی پڑھ لیتا ہوں اور کبھی آٹھ رکعت بھی پڑھ لیتا ہوں اور کبھی صرف تہجد ہی پڑھتا ہوں۔ یہاں تو کل سنّت صحابہ کی پوری کی جاتی ہے اور شاید آپ کو تو معلوم نہیں۔ مَیں کوئی تین برس سے بیمار رہتا ہوں اس لئے آج کل بڑی مسجد میں جا نہیں سکتا۔"

(ارشادِ نُور جلد اوّل صفحہ 345-346)

پھر نماز تراویح کے حوالے سے فرمایا:

"رمضان شریف میں تہجد، قیامِ رمضان کی تاکید ہے اور خود نبی کریمؐ نے تین روز جماعت سے پڑھے اِسی کا نام تراویح ہے۔ صحابہ کرام نے لوگوں کو سست ہوتے دیکھا تو ابی ابن کعب نے جماعت کے ساتھ اوّل وقت جماعت کرائی۔ مگر صحابہ کرام آخر وقت کو پسند کرتے تھے۔ مَیں خود آخری وقت میں سحر کی روٹی سے پہلے گیارہ رکعت پڑھتا ہوں اور اُس میں قرآن مجید سنایا جاتا ہے اور ہماری جامع مسجد میں بعد العشاء گیارہ رکعت پڑھ لیتے ہیں۔ یہ قیامِ رمضان ہے جس کا دوسرا نام تراویح پڑ گیا۔"

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 36-37)

ایک اَور موقع پر فرمایا:

"رمضان شریف میں تراویح کا پڑھنا ضروری ہے اور باجماعت پڑھنی چاہئیں کیونکہ اب فرضیت کا ڈر نہیں رہا۔ تراویح میں محدثین اور فقہاء کا بڑا اختلاف ہے۔ مالکیوں کے ہاں 36 رکعت ہیں اور حنفیوں میں ہیں 20 رکعت ہیں۔ محدثین میں گیارہ رکعت سے زیادہ ثابت نہیں۔ مَیں خود بھی گیارہ رکعت کو پسند کرتا ہوں لیکن مخالف کسی کا نہیں ہوں۔"

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 489)

رمضان میں قرآن شریف کس وقت سنایا جائے؟

سوال: مفتی صاحب کے خط سے معلوم ہوا تھا کہ مسجد اقصیٰ میں سحری کے وقت قرآن شریف سنایا جاتا ہے۔ قرآن پاک جس وقت سنایا جائے بہتر ہے اور بالخصوص صبح کا وقت پچھلا حصہ شب کا بہت ہی مناسب ہے۔ لیکن یہاں ایک صاحب نے یہ دریافت کیا کہ کیا تراویح کے قائم مقام یہ نماز ہے۔ اگر ایسا ہے تو معمول کے یہ خلاف کیوں ہے؟

جواب۔ فرمایا۔ تین روز میں نبی کریم نے تہجد میں قرآن سنایا ہے اور ابی ابن کعب نے مسجد نبوی میں عشاء کے بعد قرآن سنایا ہے۔ مَیں حیران ہوا ہوں کہ یہ دونوں تعامل کے کس طرح خلاف ہوئے۔ ہر دو وقت جائز ہے۔ 8 رکعت یا 20 رکعت ہر دو جائز ہے۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 466-467)

صدقۃُ الفطر بارے ہدایت۔ فرمایا:

" وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ: اور جو صوم کی طاقت رکھتے ہیں یعنی جنہیں روزے رکھنے میسّر آجاویں۔

فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ: وہ ایک مسکین کا کھانا بطور صدقہ دیں۔ یہ صدقۃُ الفطر کی طرف اشارہ ہے چنانچہ تعامل سے ثابت ہے کہ ہر روزہ دار نمازِ عید سے پہلے ایک مسکین کا کھانا صدقہ دیتا ہے اور میرا اپنا طرز پسندیدہ جو آثارِ سلف کے مطابق ہے یہ ہے کہ خود روزہ رکھا اور اپنی روٹی کسی غریب کو کھلا دی اور جو لوگ اس کے یہ معنے کرتے ہیں

کہ جو لوگ طاقت نہیں رکھتے وہ فدیہ دیں یہ بھی ٹھیک ہے۔ نفلی روزوں میں ایسا کر لیں کہ ہر دوشنبہ وجمعہ وایامِ بیض کو روزہ نہیں رکھ سکتے تو اس روز مسکین کو کھانا کھلا دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا کیونکہ آپؐ توماہِ صیام میں موسم بہار کی ہوا سے بڑھ کر جودوسخا میں ہوتے تھے۔

فَمَن تَطَوَّعَ: جو شخص کوئی نیکی خوش دلی سے کرے وہ بہت اچھی ہے اور یہ کہ روزہ رکھنا تو بہت ہی مفید ہے اِس سے دعا کی قبولیت ہوتی ہے۔ صبر واستقلال اور نواہی سے بچنے کی مشق ہوتی ہے اپنی اصلاح ہوتی ہے۔ یہ بات یاد رہے کہ کمزور لوگوں کے لئے اِس قسم کے مجاہدات منع ہیں جن میں روزہ رکھتے ہوں اور وہ اخیر میں خشکی دماغ سے نیم سودائی ہو جاویں اور کسی کام کے نہ رہیں۔

فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا: ایک آدمی کے کھانے کے بدلے تین چار کا کھانا دے دے۔"

(حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 304-305)

صدقہ فطر کن لوگوں پر دینا واجب ہے اور کیا مساکین گروہ پر بھی صدقہ فطر واجب الادا ہے اور مساکین میں کون کون لوگ شامل ہیں؟۔ فرمایا۔

"صدقہ فطر بموجب حدیث کے سب پر ہے۔ غنی ہو یا فقیر، بالغ ہو یا نابالغ۔ جو ایسا نادار ہے کہ اُس کو ممکن نہیں تو لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا (البقرۃ:287) کے ماتحت ہے۔ مسکین وہ ہے جو کام نہیں کر سکتا۔"

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 47)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

جنہوں نے روزہ رکھا ہے ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ صدقۃ الفطر دیں۔ یہ حکم قرآن مجید میں ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنَ (بقرہ:185) اور جو لوگ اس فدیہ کی طاقت رکھتے ہیں وہ طعام مسکین دیں۔ رسول کریمؐ نے تین رنگوں میں اس کی تفسیر فرمائی ہے۔

اول یہ کہ انسان عید سے پہلے صدقۃ الفطر دے۔

دوم، جو روزہ نہ رکھے وہ بدلے میں طعام مسکین دے۔ دائم المرض ہو یا بہت بوڑھا یا حاملہ یا مُرضِعَہ (یعنی دودھ پلانے والی عورت۔ ناقل) ان سب کے لئے یہ حکم ہے۔

سوم یہ کہ یہ الٰہی ضیافت کا دن ہے۔ پس مومن کو چاہئے کہ کھانے میں توسیع کر دے اور غرباء کی خبر گیری کرے۔

ہر قوم میں کوئی نہ کوئی دن ایسا ضرور ہوتا ہے جس میں عام طور سے خوشی منائی جاتی ہے۔ بہت عمدہ لباس پہنا جاتا ہے اور عمدہ کھانا کھاتے ہیں۔ چنانچہ حدیث میں بھی ہے لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدٌ فَهٰذَا عِيْدُنَا (بخاری کتاب العیدین) ہر قوم کی ایک عید ہے ہماری بھی ایک عید ہو تو مناسب ہے۔

(خطبات نور صفحہ 411)

صدقۃ الفطر کہاں جمع ہو۔ فرمایا

پس وحدت کی ضرورت ہے۔ اسی لئے صدقۃ الفطر بھی ایک ہی جگہ جمع ہونا چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عید سے پہلے یہ صدقہ جمع ہو جاتا اور ایسے ہی زکوٰۃ کے اموال بڑی احتیاط سے اکٹھے کئے جاتے یہاں تک کہ منکرین کے لئے قتل کا فتویٰ دیا گیا۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ ہمارے بھائیوں میں ابھی یہ وحدت پیدا نہیں ہوئی یا ہوتی ہے تو بہت کمزور ہے۔

(خطبات نور صفحہ 126-127)

رمضان میں اعتکاف بیٹھنے کا وقت

حضور نے 24 اگست 1913ء عصر کے بعد بیسواں پارہ ختم کر دیا اور فرمایا۔

"میرے نزدیک آج انیسویں تاریخ نہیں بلکہ بیسویں ہے۔ (بیرون جات سے ایسی ہی خبریں آئی ہیں۔ بنارس میں، کشمیر میں، افغانستان میں سوموار ہی کو پہلا روزہ ہوا۔ مصر کے اخباروں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں پہلا روزہ اتوار کو ہوا) اِس لئے جنہوں نے اعتکاف بیٹھنا تھا وہ آج صبح سے (چاہیے تھا کہ) بیٹھ جاتے۔ میرا ایمی مذہب ہے کہ بیسویں کی صبح سے اعتکاف بیٹھا جائے لیکن خیر حنفی مذہب کے مطابق اب عصر کے بعد ہی سہی جنہوں نے اعتکاف کرنا ہے نیت کر لیں۔"

(ارشادات نور جلد سوم صفحہ 337)

پھر ایک اَور موقع پر اعتکاف کے متعلق فرمایا۔
الہ آباد سے ایک دوست نے دریافت کیا کہ یہاں احمدیوں کی مسجد تو کوئی نہیں۔ مَیں نے ایک مکان اپنی رہائش کے واسطے کرایہ پر لیا ہوا ہے اُسی کے ایک کمرے میں احمدی برادران نماز اور جمعہ پڑھ لیتے ہیں کیا ماہ رمضان میں وہاں اعتکاف کر سکتا ہوں؟
فرمایا: ہاں آپ وہیں اعتکاف کر لیں۔

(ارشادات نور جلد سوم صفحہ 161)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:
"ساتھ ہی ایک اور حکم بھی دیا کہ رمضان میں اس سنت کو بھی پورا کرو کہ رمضان کی بیسویں صبح سے لے کر دس دن اعتکاف کیا کرو۔ ان دنوں میں زیادہ توجہ الی اللہ چاہئے۔"
(الحکم 17/ نومبر 1907ء صفحہ 5)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں:
"شیخ محمد صاحب کو صحاح ستّہ خوب آتی تھیں۔ سادہ سادہ پڑھاتے تھے۔ مباحثات کی طرف سے ان کی طبیعت بالکل متنفر تھی۔ ایک دفعہ میں ابو داؤد پڑھتا تھا۔ اعتکاف کے مسئلہ میں حدیث سے معلوم ہوتا تھا کہ صبح کی نماز پڑھ کر انسان معتکف میں بیٹھے۔ مجھے اشارہ کیا کہ تم حاشیہ کو پڑھو یہ حدیث بہت مشکل ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حدیث تو بہت آسان ہے۔ حکماً میں دیکھ لیتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ بہت مشکل ہے۔ میں نے سرسری طور پر اس کا حاشیہ دیکھا اس میں لکھا ہوا تھا کہ یہ حدیث بہت مشکل ہے۔ کیونکہ اکیس تاریخ کی صبح کو بیٹھیں تو ممکن ہے اکیسویں رات لیلۃ القدر ہو۔ اگر اس کے لحاظ سے عصر کو بیٹھیں تو رسول اللہ سے ثابت نہیں۔ میں نے دیکھ کر کہا کہ ذرا بھی مشکل نہیں۔ یہ محاشی کی غلطی ہے۔ میں ایسی راہ عرض کرتا ہوں جس میں ذرا بھی اشکال نہیں یعنی بیس کی صبح کو بیٹھے۔ انہوں نے کہا یہ تو اجماع کے خلاف ہے۔ میں نے کہا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال آپ پڑھیں۔ یہ اجماع محض دعاوی ہیں۔ ہر ایک شخص اپنے اپنے مذہب کی کثرت کو دیکھ کر لفظ اجماع بول لیا کرتا ہے۔ اس پر وہ بہت ہی تند ہو گئے۔ میری عادت تھی کہ سبق کو پڑھ کر کسی بڑے کتب خانہ میں اس کتاب کی شرح دیکھا کرتا تھا اور کوئی لغت اٹک جاتا تھا تو لغت کی کتاب میں دیکھ لیتا تھا۔ میں نے ان کی تیزی کی طرف دھیان نہ کر کے سبق کو بہت تیزی سے پڑھنا شروع کر دیا۔ صبح سے لیکر دوپہر کے قریب تک پڑھتا ہی چلا گیا۔ مگر وہ چپ ہی بیٹھے رہے۔ جب ظہر کی اذان کی آواز آئی تو اتنا فرمایا کہ جماعت مشکل سے ملے گی۔ سوائے اس کے انہوں نے اس وقت تک کوئی کلام نہیں کیا۔ میں نے کتاب کو بند کر دیا۔ عبداللہ حلوائی ایک شخص کے مکان پر یہ سبق ہوا کرتا تھا اور دن کا کھانا میرا اور شیخ صاحب کا اسی کے یہاں ہوتا تھا۔ میں وضو کر کے ظہر کی نماز کو چلا گیا۔ ظہر کے بعد مولوی رحمت اللہ صاحب کے خلوت خانہ میں جا پہنچا۔ انہوں نے فرمایا کہ آج تمہارا اپنے شیخ سے مباحثہ ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ تلمیذ اور استاد کا کوئی مباحثہ نہیں ہو سکتا۔ میں طالبعلم آدمی ہوں میرا مباحثہ ہی کیا۔ ہمارے شیخ تو بڑے آدمی ہیں۔ ہاں یوں طالبعلم اساتذہ سے کچھ پوچھا ہی کرتے ہیں۔ فرمانے لگے نہیں کوئی بڑا مسئلہ ہے۔ میں نے کہا مسئلہ تو کوئی نہیں ایک جزوی بات تھی۔ مولوی صاحب کی طرز سے مجھ کو معلوم ہو گیا کہ ان کو ساری خبر پہنچ گئی ہے۔ مگر میں حیران تھا کہ سوائے میرے اور شیخ کے وہاں اور کوئی نہ تھا۔ خبر کیسے پہنچی۔ اتنے میں مولوی صاحب نے خود ہی فرمایا کہ تمہارے شیخ آئے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ بعض طالبعلم بہت دلیر آجاتے ہیں۔ اور ان کے مشکلات کا خمیازہ ہمیں اٹھانا پڑتا ہے۔ اور پھر انہوں نے سارا واقعہ ہمیں سنایا۔ میں نے جب سمجھ لیا کہ اب اخفا کا کوئی موقع نہیں تو ان سے عرض کیا کہ یہ ایک جزوی مسئلہ ہے۔ اکیس کی صبح کو نہ بیٹھے بیس کی صبح کو بیٹھ گئے۔ اس طرح حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ مولوی رحمت اللہ صاحب نے فرمایا کہ بات اجماع کے خلاف ہو جاتی ہے۔ میں نے کہا کہ اس چھوٹی سی بات پر بھلا اجماع کیا ہو گا۔ تب انہوں نے فرمایا کہ سبق کل پڑھائیں گے۔ اب تم ہمارے ساتھ ہمارے مکان پر چلو۔ یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ جب خلوت خانہ سے نکل کر مسجد کے صحن میں پہنچ گئے میں نے عرض کیا حضرت لوگ اس کوٹھے کی طرف سجدہ کیوں کرتے ہیں۔ فرمایا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ میں نے کہا کہ انبیاء کا اجماعی قبلہ تو بیت المقدس ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تو آپ کو اہل کتاب کی کتابوں سے بہت آگاہ فرمایا ہے۔ آپ ایک شخص کے فرمان پر اجماع انبیاء بنی اسرائیل کو کیوں چھوڑتے ہیں۔ آپ نے تو اتنے بڑے اجماع کو چھوڑ دیا۔ میں نے اگر جزوی مسئلہ میں ایک حدیث کے معنی میں اختلاف کیا تو حرج کیا ہوا۔ فرمایا۔ دل دھڑکتا ہے۔ میں نے کہا جس کا دل نہ دھڑکے وہ کیا کرے۔ پھر فرمایا دل دھڑکتا ہے اور کھڑے ہو گئے۔ تب میں نے بہت دلیری سے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ محقق اور عالم ہیں۔ ہر مسئلہ میں شخص واحد کا اتباع۔ اس کے متعلق آپ مجھے ارشاد کریں۔ فرمایا ہم تو امام ابو حنیفہ کے مقلد ہیں۔ مگر ہر مسئلہ میں تو ہم فتویٰ نہیں دیتے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور کے فرمانے سے تقلید شخصی کا مسئلہ تو حل ہو گیا۔ فرمایا تقلید کا مسئلہ بہت سہل اور بہت مشکل

ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں اس کلام کو سمجھا نہیں۔ فرمایا ہر جزوی مسئلہ میں ایک ہی شخص کی تقلید نہ کسی نے کی نہ کوئی کر سکتا ہے۔ اس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ تقلید شخصی کوئی بڑی بات نہیں اور مسئلہ صاف ہو جاتا ہے۔...

ہم علی العموم ان باتوں کے دشمن نہیں۔ تمہاری شفاعت تمہارے شیخ سے کر دی ہے۔ تم سبق پڑھتے جائیو وہ روکیں گے نہیں اور آزادی سے پڑھو ہم نے شیخ کو مطمئن کر دیا ہے۔ ہم تمہارا مذاق خوب جانتے ہیں۔ میں نے عرض کیا ہمارے شیخ حدیث کا بڑا ادب کرتے ہیں۔ اگر میں ان کے حضور پڑھتا رہوں تو وہ کبھی مجھ کو بند نہ کریں گے۔ فرمایا۔ وہ ڈرے تھے۔ ہم نے مطمئن کر دیا ہے۔ چنانچہ میں دوسرے دن گیا۔ گو شیخ صاحب اس دن تو نہ بولے۔ مگر میں نے سبق پڑھ لیا۔ میں نے نسائی، ابو داؤد، ابن ماجہ ان سے پڑھ لیں۔ ان دنوں مولوی ابو الخیر صاحب دہلوی خلف الرشید حضرت محمد عمر نقش بندی مجددی مجھ سے درالمختار پڑھا کرتے تھے۔ کچھ مدت کے بعد حضرت شاہ عبد الغنی مجددی مدینہ سے مکہ تشریف لائے۔ شہر میں بڑی دھوم دھام مچی۔ میں بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت وہ حرم میں بیٹھے ہوئے تھے اور ہزاروں آدمی ان کے گرد موجود تھے۔ سب سے پہلے میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ اعتکاف کب بیٹھا جائے۔ طالب علمانہ زندگی بھی عجیب ہوتی ہے۔ وہی ایک مسئلہ اتنے بڑے وجود کے سامنے میں نے پیش کیا۔ آپ نے بے تکلف فرمایا کہ بیس کی صبح کو۔ میں تو سن کر حیران رہ گیا۔ ان کی عظمت اور رعب میرے دل میں بہت پیدا ہوا۔ مگر پھر بھی جرأت کر کے پوچھا کہ حضرت میں نے سنا ہے کہ یہ اجماع کے خلاف ہے۔ ان کے علم پر قربان ہو جاؤں۔ بڑے عجیب لہجہ میں فرمایا کہ جہالت بڑی بری بلا ہے۔ حنفیوں میں فلاں فلاں۔ شافعیوں میں فلاں۔ حنابلہ میں فلاں۔ مالکیوں میں فلاں۔ کئی کئی آدمیوں کے نام لے کر کہا کہ ہر فرقہ میں اس بیس کے بھی قائل ہیں۔ میں اس علم اور تجربہ کے قربان ہو گیا۔ ایک وجد کی کیفیت طاری ہو گئی کہ کیا علم ہے، تب وہاں سے ہٹ کر میں نے ایک عرضی لکھی کہ میں پڑھنے کے واسطے اس وقت آپ کے ساتھ مدینہ جا سکتا ہوں؟ اس کاغذ کو پڑھ کر یہ حدیث مجھے سنائی۔ اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ۔ پھر فرمایا کہ تمام کتابوں سے فارغ ہو کر مدینہ آنا چاہیے۔ میں نے یہ قصہ جا کر حضرت مولانا رحمت اللہ کے حضور پیش کیا اور عرض کیا کہ علم تو اس کو کہتے ہیں۔ یہ بھی عرض کیا کہ ہمارے شیخ تو ڈر گئے تھے مگر حضرت شاہ عبد الغنی صاحب نے تو حرم میں بیٹھ کر ہزارہا مخلوق کے سامنے فتویٰ دیا۔ مگر کسی نے چوں بھی نہ کی۔ فرمایا شاہ صاحب بہت بڑے عالم ہیں۔"

(مرقاۃ الیقین صفحہ 112-115)

قضا شدہ روزے ساتھ ہی رکھنے ضروری ہیں یا بعد میں رکھے جاسکتے ہیں؟ فرمایا

"مریض اور مسافر کے لئے قضاء رمضان علی الاتصال ضروری نہیں جب چاہے بتدریج عدّت کو پوری کرے۔ جولائی کے روزے دسمبر میں رکھ سکتا ہے یہی شرع اسلام کا حکم ہے۔ یہی معمول امام کا تھا۔"

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 47)

روزہ قضا کرنے کے متعلق فتویٰ۔ فرمایا:

" مجھ کو ایک صاحب لکھتے ہیں کہ بموجب آیت فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیضًا أَوْ عَلٰی سَفَرٍ (البقرۃ:185) فدیہ کا حکم ابتدائے اسلام میں تھا۔ پھر جب سے یہ آیت نازل ہوئی کہ شَهِدَ مِنْکُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ (البقرۃ:182) اُس وقت سے اِس آیت کا حکم صرف شیخ فانی و حاملہ و مُرضعہ کے لئے باقی رہ گیا۔ مریض و مسافر اور حیض و نفاس والی کو قضا لازم ہو گئی فدیہ نہ رہا۔ آپ لوگ اِسی کو مانتے ہیں یا کیا؟ شیخ فانی کے لئے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عملدر آمد اور ضعیفہ و حاملہ کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن عباس کا فتویٰ بابت فدیہ جس طرح ثابت ہے اِسی طرح اگر مریض و مسافر کے متعلق کوئی بات لکھیں تو صحابہ کرام کے عملدر آمد کا بھی پتہ دیں۔ حضور اپنے دست مبارک سے اِس کے جواب میں کچھ لکھ دیں۔ حد ادب۔ حضور کا ناچیز غلام اکبر شاہ خان یکم مارچ 1909ء

جواب:

آپ کے صاحب نے جو لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ یہی ہمارا عملدر آمد ہے۔ مریض، مسافر، حیض اور نفاس والی قضا کریں۔ یہی سچ ہے۔ اِس کے خلاف ہر گز صحیح نہیں۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 92-93)

مریض کا روزہ

مریض کو یا جس کو روزہ رکھنے سے کوئی مرض ہو جاتا ہے روزہ نہ رکھے۔ وہ شخص روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلاوے۔ یہ حکم اسلام کا ہے۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 462)

روزے میں تھوک

سوال۔ جب کبھی مَیں روزہ رکھتا ہوں تو مجھے بہت تھوک آتی ہے اور بعض دفعہ تو نماز پڑھتے ہوئے منہ میں تھوک جمع ہو جاتی ہے اور کسی وقت نگلی جاتی ہے۔ تو کیا تھوک نگلنے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

فرمایا۔ تھوک نگلا جاوے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 462)

نکسیر اور قے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ فرمایا:

"نکسیر اور قے سے وضو ٹوٹنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ میری تحقیق میں وضو نہیں ٹوٹتا اور نہ قہقہہ سے۔ ہاں احتیاط اور بات ہے۔ نکسیر اور قے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ آپریشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ نہ مالش روغن سے اور نہ سونگھنے سے اور نہ خوشبو سے نہ سر میں تیل ڈالنے سے نہ سرمہ سے نہ کلوروفارم سے۔ حاملہ اور دودھ پلانے والی روزہ نہ رکھے۔"

(ارشادتِ نُور جلد اوّل صفحہ 274)

عید کے احکام

1۔ یہ باتیں عید والے دن مسنون ہیں۔

(1) مسواک (2) غسل (3) عمدہ کپڑا، سرمہ، تیل، کنگھی (4) خوشبو لگائے (5) سویرے اٹھے (6) عید گاہ میں جائے (7) کچھ کھا کر جائے۔ رسول کریم طاق کھجوریں کھا کر تشریف لے جاتے (8) جس راہ سے جائے اس سے دوسری راہ آئے (9) تکبیر کہتا جائے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد۔ الحمد یا کلمہ شہادت بھی۔

(10) نماز دو رکعت (11) مستورات کا بھی عید گاہ میں جانا امر مسنون ہے۔

2۔ صدقۃ الفطر۔ اس لئے مشروع ہے کہ عید کے دن مساکین کی امداد اور روزہ رکھنے میں جو کچھ نقص رہ گئے ہیں۔ ان کا جبر ہو۔

یہ صدقہ غلام، آزاد، مرد، عورت، چھوٹے بڑے، غنی فقیر پر ہے۔ جو نماز پڑھنے سے پہلے ادا ہونا چاہیے۔ جو اَور اس قسم کا غلہ پورا صاع اور گندم نصف صاع یعنی...... ایک سیر چھ چھٹانک...... غلہ کے عوض نقدی بھی جائز ہے۔

3: اِس نماز میں اذان واقامت نہیں اور اوّل و آخر کوئی اور نماز نہیں۔ طریق نمازیوں ہے کہ تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لے ثناء پڑھ کر پھر سات تکبیریں کہیں جائیں۔ اللہ اکبر کے ساتھ ہر تکبیر پر ہاتھ کانوں تک لے جا کر کھلے چھوڑے جائیں۔ ساتویں تکبیر پر ہاتھ باندھ لیں۔ دوسری رکعت میں بھی قبل قرآت پانچ تکبیریں کہیں ماسوائے اس تکبیر کے جو سجدہ سے اٹھتے وقت کہی جاتی ہے۔ پانچویں تکبیر پر ہاتھ باندھیں۔

آثار سے یہ بھی ثابت ہے کہ پہلی رکعت میں قبل قرأت علاوہ تکبیر تحریمہ تین تکبیر اور دوسری رکعت میں بعد قرأت تین تکبیریں کہے۔ اس نماز میں علی العموم حضور علیہ الصلوۃ سَبِّحِ اسْمِ۔ ھَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَۃِ پڑھتے۔

بعد نماز، خطبہ سب کو سننا چاہیے۔ **ایک ہی خطبہ ہے بیٹھ کر پھر نہیں اٹھتے۔**

بچے بھی عید گاہ میں جائیں۔

عید کی نماز با جماعت ایک ہے۔ کئی جماعتیں نہیں ہونی چاہئیں اور عید کی نماز میں جمع ہونے کے لئے ڈونڈی پیٹنا ثابت نہیں اور نہ نماز کے بعد مصافحہ و معانقہ امر مسنون ہے۔

(ارشادات نور جلد سوم صفحہ 338-339)

ایک ہی خطبہ ہے بیٹھ کر پھر نہیں اٹھتے

سوال۔ اخبار الفضل بابت 13 ستمبر 1913ء میں زیر عنوان "عید کے احکام"

آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ "عید میں صرف ایک ہی خطبہ ہے بیٹھ کر پھر نہیں اٹھتے تھے۔ چونکہ یہ ایک نئی بات تھی اس لئے میں نے ابن ماجہ، نسائی، مشکوٰۃ میں حدیثوں کا مطالعہ کیا۔

ابن ماجہ میں ہے (حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّيْهِ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّيْهِ يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحٰى فَخَطَبَ قَائِمًا ثُمَّ قَعَدَ قَعْدَةً ثُمَّ (سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوة والسنة فيها حديث میں بھی حدیث میں ہے خط النساء فی العین)۔ یہ استدلال قعدہ مسنون۔ صاحب تلخیص الجبیر نے بیہقی اور ابن ابی شیبہ سے اس روایت کی تصدیق کی ہے۔

جواب از خلیفۃ المسیح۔ "عید کے دو خطبے میں نے کہیں احادیث صحیحہ میں نہیں دیکھے۔ ابن ماجہ کی حدیث میں اسمعیل بن مسلم ضعیف ہے اور نسائی کی حدیث میں عید کے دو خطبوں کا ذکر نہیں۔ ہاں جہاں دو خطبے ہوں جیسے جمعہ میں وہاں ہم خود بیٹھتے ہیں۔ نسائی کا خلاف نہیں کرتے اوّل شافعی والی حدیث میں عبد الرحمٰن بن سعد بن عمار سعد ضعیف ہے فرمایئے ہم کہاں صحیح حدیث کے تارک ہوئے۔"

(ارشادات نور جلد سوم صفحہ 352-353)

عیدین کی حکمت

"عید میں تنگی نہیں کی بلکہ فرمایا کہ اگر جمعہ و عید اکٹھے ہو جائیں تو گاؤں کے لوگوں کو جو باہر سے شریک ہوئے ہیں جمعہ کے لئے انتظار کی تکلیف نہ دی جائے۔ وحدت کا مسئلہ بھی خوب سکھایا ہے۔ پہلے تو ہر محلے کے لوگوں کو پانچ بار مسجد میں اکٹھے ہو کر دعا مانگنے کا حکم دیا۔ پھر ہفتہ میں ایک دفعہ تمام گاؤں کے لوگوں کو جمع ہو کر دعا کرنے کا ارشاد کیا۔ پھر سال میں عیدین ہیں جن میں مومنوں کا اجتماع لازم ٹھہرایا۔ پھر ساری دنیا کے لئے مکہ مقرر فرمایا جہاں کل جہان کے اہل استطاعت مسلمان مل کر دعا کریں۔"

(خطبات نور صفحہ 430۔431)

عید کے دن کرنے کے کام

"آج عید کا دن ہے اور رمضان شریف کا مہینہ گزر گیا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ایام تھے جبکہ اس نے اس ماہ مبارک میں قرآن شریف کا نزول فرمایا اور عامہ اہل اسلام کے لئے اس ماہ میں ہدایت مقدر فرمائی۔ راتوں کو اٹھنا اور قرآن شریف کی تلاوت اور کثرت سے خیرات و صدقہ اس مہینہ کی برکات میں سے ہے۔ آج کے دن ہر ایک کو لازم ہے کہ سارے کنبہ کی طرف سے محتاج لوگوں کی خبر گیری کرے۔ دو بک گیہوں کے یا چار جو کے ہر ایک نفس کی طرف سے صدقہ نماز سے پیشتر ضرور ادا کیا جاوے اور جن کو خدا نے موقع دیا ہے وہ زیادہ دیویں۔ اس جگہ مختلف ضرورتیں ہیں کہ جن کے لئے لوگوں کے خیرات کے روپیہ کی ضرورت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس قسم کا کل روپیہ ایک جگہ جمع ہوتا تھا اور پھر آپؐ اسے مختلف مدوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ ایک یہاں مدرسہ ہے اور اس وقت اسے بڑی ضرورت امداد کی ہے۔ مہمانوں کو بھی مشکلات پیش آتی ہیں۔ بعض وقت دیکھا گیا ہے کہ ان بیچاروں کا سفر خرچ کسی گناہ کے باعث یا کسی مصلحت الٰہی سے جاتا رہتا ہے۔ مثلاً کسی نے چرا لیا یا گر گیا وغیرہ۔ پھر غور کرو کہ مسافرت اور اجنبیت میں کس قدر تکلیف ہوتی ہے۔ ایسے ہی ایک گروہ مساکین کا رہتا ہے۔ تو ان سب کے لئے اخراجات کی ضرورت ہے۔

یہاں رہنے والے تین طرح کے لوگ ہیں۔ ایک تو وہ جو حصول ایمان کے لئے رہتے ہیں اور ان کو متواتر تجربہ سے علم ہو گیا ہے کہ ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خبر گیری کرتا ہے۔ بعض لوگ ملازم ہیں اور ان کی معاش کی سبیل قائم ہے۔ اور ایک گروہ وہ ہے جو صرف محبت کی وجہ سے رہتا ہے مگر اپنی ضرورتوں کو رفع نہیں کر سکتا۔ پس میری رائے یہ ہے کہ تم میں سے ایک جماعت قائم ہو جو ان سب کی خبر گیری کیا کرے اور اس قسم کے صدقہ اور خیرات کے روپیوں کو مناسب مقام پر تقسیم کر دیا کرے۔ بعض طالب علم مدرسہ کے اور بعض ہمارے پاس بھی اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان کے لئے خبر گیری کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس اگر جماعت قائم ہو تو وہ اس کی بھی خبر لے سکتی ہے۔ انسانی ہمدردی اور باہمی تعاون کے بہت برکات اور افضال ہیں اور اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر وعدہ فرماتا ہے۔ اَللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ أَخِيْهِ (احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 274)۔

میں چونکہ یہاں رہتا ہوں اور پھر سارے دن باہر رہتا ہوں اس لئے مجھے ان ضرورتوں کا علم ہے اور میری نسبت دوسروں کو کم ہے۔ خدا ہی ان کا سرانجام دینے والا اور مجھے بھی وہی دیکھنے والا ہے۔ ایسے امور کے لئے آپ سعی کریں اور دوسرے بھائیوں تک بھی پہنچا دیویں۔ جیسے ہمارے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کوئی فوجی کمانڈر

تھا۔ کوئی کاتب تھا۔ کوئی قرآن پڑھانے والا تھا۔ کوئی اخوت کی بہتری کی فکر کرنے والا تھا۔ کوئی بادشاہوں کے پاس خطوط پہنچاتا تھا۔ کوئی نیک تحریکیں کرنے والا تھا۔ ایسے ہی اگر مختلف مدیں مختلف لوگوں کے سپرد ہوں اور ایک کمیٹی قائم ہو کر ان سب امور کی ترتیب کیا کرے تو امید ہے کہ بہت کچھ انتظام ہو جاوے۔ خدا تعالیٰ مجھے اور آپ کو عملدر آمد کی توفیق عطا فرمائے۔"

(خطبات نور صفہ 179۔180)

عید کے دن صدقہ و خیرات

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"آج عید کا دن ہے اور رمضان شریف کا مہینہ گزر گیا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ایام تھے جبکہ اس نے اس ماہ مبارک میں قرآن شریف کا نزول فرمایا اور عامہ اہل اسلام کے لئے اس ماہ میں ہدایت مقدر فرمائی۔ راتوں کو اٹھنا اور قرآن شریف کی تلاوت اور کثرت سے خیرات وصدق اس مہینہ کی برکات میں سے ہے۔ آج کے دن ہر ایک کو لازم ہے کہ سارے کنبہ کی طرف سے محتاج لوگوں کی خبر گیری کرے۔ دو ٹک گیہوں کے یا چار جَو کے ہر ایک نفس کی طرف سے صدقہ نماز سے پیشتر ضرور ادا کیا جاوے اور جن کو خدا نے موقع دیا ہے وہ زیادہ دیویں۔"

(خطبات نور صفحہ 179)

جمعہ و عید اکیلا پڑھ لے۔ فرمایا:

ایک شخص نے عرض کی۔ میں اکیلا ہوں باقی سب مخالف۔ نماز جمعہ اور عید میں کیا کروں؟

"مومن کو ضرور ہے کہ اپنے ساتھ کسی کو ملا لے تنہا رہنا اچھا نہیں اور نماز ظہر بدلہ جمعہ کے پڑھ لیں۔ عید اکیلے پڑھ لیں۔ جو ہمیشہ سفر میں ہے وہ مقیم ہے۔"

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 42)

ہمارے امام علیہ السلام کی عید

سوال۔ جناب میرزا صاحب عید کے روز نماز کیونکر پڑھتے تھے۔ بعد نماز گلے ملنے کی رسم اُن کے ہاں تھی یا نہیں؟ اظہارِ مسرّت کے لئے اَور کیا طریقے استعمال فرماتے تھے۔ احباب واقارب سے اُس دن کیونکر ملتے تھے۔ سیر و تفریح میں اُس روز کوئی جداگانہ خصوصیت ہوتی تھی؟ عید کے دن کچھ خاص اعمال یا اشغال بھی کرتے تھے؟ خود آپ کا کیا معمول ہے؟

جواب۔ جناب کا استفسار پڑھ کر دیر تک مَیں متعجّب رہا اور دنیوی عجائبات کا مطالعہ کرتے کرتے قریب تھا کہ میری حالت وجد میں آجاوے بلکہ ایک قسم کا وجد رہا۔ اس وقت مجھے افاقہ ہے۔

مولانا فقہائے کرام نے جس قدر قیاس اور استحسان سے مسائل اور حوادث پر باریک بینوں سے کام لیا ہے۔ اُس کو اگر ایک کتاب میں لکھا جاوے اور صوفیائے کرام کی تحقیقات اور مکاشفات اور حالات وجد کو ساتھ ملا دیں اور ایک پلڑے میں رکھیں اور ڈیڑھ سو آیت قرآن جو اصل اور سرمایہ احکام فقیہہ ہے اور ڈیڑھ سو صحیح حدیث جو کہ مدارِ احکام فقیہہ علاوہ قرآن کریم کے ہے کو ایک طرف رکھا جاوے تو ان لوگوں کے انصاف پر جو مرزا صاحب کے دعاوی کی نسبت فتاویٰ تیار کر رہے ہیں کیا وجد آسکتا ہے کہ نہیں۔

مرزا صاحب کے متعلق مَیں جناب کو ایک شعر سناتا ہوں جو مَیں نے ان کی زبان سے علی روس الاشہاد سنا ہے۔

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولکن میفزائے بر مصطفی

اِس شعر کے بعد جناب کا جواب کافی سے زیادہ ہو سکتا ہے مگر پاس خاطر سے عرض ہے۔ عید کے دن مرزا صاحب غسل فرماتے اور تجدید لباس کرتے اور خوشبو لگا کر مع احباب کے عید گاہ میں تشریف لے جاتے تھے اور گاہے اُس جامع مسجد میں جہاں ہم لوگ جمعہ پڑھتے ہیں وہاں بھی عید پڑھ لیتے تھے۔ عید کا خطبہ ہمیشہ یہ خاکسار پڑھ دیتا تھا یا مولوی عبد الکریم۔ واپسی میں دوسرے رستے سے گھر میں تشریف لاتے تھے۔ صدقۃ الفطر پہلے جمع کیا جاتا تھا اور قربانی کی عید میں بعد نماز کے معاً قربانی کرتے تھے۔

مَیں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ آپ کسی کے گلے لگے ہوں یا کسی کو پان دیا ہو۔ عید گاہ میں ہی نئے آئے ہوئے دوست مصافحہ کر لیتے تھے۔ سیر و تفریح کے لئے کہیں نہیں جاتے تھے کوئی خصوصیت نہ تھی۔ اقارب سے بھی کوئی خصوصیت کی ملاقات اُس دن نہیں کرتے تھے۔ راستہ میں لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ پڑھنے کی عادت تھی۔ مگر آہستہ پڑھتے اور بعض لوگ بلند آواز سے پڑھتے تو روکتے نہ تھے. مکرّر عرض ہے کہ معانقہ عام طور پر قطعاً ان کی عادات میں نہ تھا۔"

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 240-241)

تار خبر پر عید

سوال آیا تار خبر پر عید ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: از امیر مومنین، تار خبر معتبر ہے (عید کر لی جاوے)

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 242)

عید سے پہلے دوکان جائز

سوال۔ احقر نے دن عید کے قریب 2 بجے صبح کے قبل از نماز عید الفطر ایک شریف مسکین مفلس سید امیر علی نامی کو دن عید کی خوشی میں آٹے دال کی دکان کھلوا دی۔ اس فعل پر برادر مرزا حسام الدین احمد نے جو بفضلِ الٰہی احمدی ہیں اعتراض کیا اور کہا کہ قبل از نماز ایسا کرنا حرام یا حرام سے کم درجہ کا ہے اور کہا کہ کیا خوب ہو تا جو بعد نماز کے اس دکان مذکور العنوان کی بنیاد قائم کی جاتی۔ احقر نے اُن کو جواب دیا کہ قبل از نماز ایسا فعل کرنا حرام نہیں۔ البتہ وہ بیع اور وہ دکان کہ جو نماز کے ادا کرنے سے روک دے حرام ہو گی۔ غرض آں برادر نے میرے خیال کو تسلیم کیا اور فتویٰ چاہا ہے۔ لہذا حضور پُر نور سے امیدوار ہوں کہ ہمارے نبی سید المرسلین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا حکم نافذ فرمایا ہے اور یہ جو فعل اس احقر نے کیا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ خاکسار کبیر الدین احمد۔ لکھنو

جواب از حضرت خلیفۃ المسیحؓ

آپ نے بہت ہی اچھا کام کیا کہ عید کے روز ایک مفلس کی دستگیری فرمائی۔ عید سے پہلے ہی تو فطرانہ بھی دیا جاتا ہے۔ اگر دکان نکلوا دی تو اَور بھی زیادہ ثواب کا کام کیا۔ شرعاً ایسا فعل ہر گز ممنوع نہیں۔"

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 253-254)

شوال کا مہینہ

شوال کے مہینہ کی بابت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرمایا کرتے تھے کہ

"پس وقت کی قدر کرو اور ہر ایک چاند جو تمہاری روح کے لئے ایک وقت اور فرصت لاتا ہے اس سے نصیحت سیکھو۔ جو چاند تم نے کل دیکھا ہے وہ گویا نبوت کے اوّل سال کا چاند ہے۔ کیونکہ قرآن شریف کا نزول اسی ماہ شوال کے ماقبل رمضان میں شروع ہوا۔ اس لئے یہ چاند اور اس کے پہلے کا چاند ہر ایک مومن کے لئے خیر و برکت کا موجب ہے۔ حدیث شریف میں دعا آتی ہے کہ انسان چاند دیکھے تو کہے۔

اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ هِلَالُ رُشْدٍ وَخَيْرٍ (ترمذی کتاب الدعوات)

پس چاہئے کہ روحانی پرورش کے لئے ہم سچا تعلق مزکی کے ساتھ پیدا کریں۔ وہ اب موجود ہے جس کی انتظار تیرہ سو برس سے ہو رہی تھی۔"

(بدر جلد 3 نمبر 1، یکم جنوری 1904ء صفحہ 2-6)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مقبول عبادات کی توفیق دے اور ہم میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کی بے انتہا محبت کو سمیٹنے والا ہو۔ آمین

(کمپوزڈ: سلیم اکبر)